ایاتها ۳۶ | سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ ۸۳ | رکوعها ۱

نحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ المطففین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں سب سے آخر سورۃ المطففین نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَ إِذَا
كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ أَلَا يَظُنُّ أُولٰٓئِكَ أَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾
لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶﴾ كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ
الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ
إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ إِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ أَسَاطِيْرُ الْأَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾

''بربادی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو (ان کو) نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ (اتنا) خیال بھی نہیں کرتے کہ انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن لوگ (جواب دہی کے لیے) کھڑے ہوں گے پروردگار عالم کے سامنے۔ یہ حق ہے کہ بدکاروں کا نامۂ عمل سجین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر کہ سجین کیا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو جھٹلاتے ہیں روز جزا کو۔ اور نہیں جھٹلایا کرتا اسے مگر وہی جو حد سے گزرنے والا گنہگار ہے۔ جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں''۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ مدینہ طیبہ میں سب سے اول وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ نازل ہوئی۔(1)

امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی رحمت ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، تو وہاں کے لوگ ناپ تول (میں کمی کرنے) کے اعتبار سے خبیث ترین لوگ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورہ وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ نازل فرمائی۔ تو اس کے بعد انہوں نے اپنے پیمانوں کو بہتر اور درست کرلیا۔(1)

ابن سعد، بزار اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سباع بن عرفطہ کو مدینہ طیبہ پر عامل مقرر فرمایا۔ جب وہ خیبر کی طرف گئے اور یہ آیت پڑھی وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ تو میں نے کہا: فلاں ہلاک اور برباد ہوگیا جس کا ایک صاع وہ ہے جس کے ساتھ وہ دیتا ہے۔ اور ایک صاع وہ ہے جس کے ساتھ وہ لیتا ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ اور رونے لگے۔ فرمایا: وہ آدمی جو کسی آدمی کو یا کیال (ماپ کرنے والا) کو اجرت پر لیتا ہے۔ اور یہ جانتا ہے کہ یہ اپنے کیل (ماپنے) میں کمی کرتا ہے تو اس کا بوجھ (گناہ) اس پر ہوگا۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم نے عہد توڑا (یعنی وعدہ خلافی جس کی عادت بن جائے) اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو اس پر مسلط اور غالب کردے گا۔ اور جنہوں نے ناپ تول میں کمی کی ان سے نباتات (اناج اور پھل وغیرہ) کو روک لیا جائے گا اور انہیں قحط سالی کے ساتھ پکڑ لیا جائے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ نماز ایک پیمانہ ہے، پس جس نے اسے پورا کیا۔ اسے پورا پورا (اجر) دیا جائے گا۔ اور جس نے کمی کی تو تم نے سن رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کمی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تیر امداد اور نگرانی کو ترک کرنا بھی تطفیف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ بربادی ہے کمی کرنے والوں کے لیے۔(5)

امام مالک، ہناد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کئی ایک اپنے کانوں کے نصف تک اپنے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔(6)

امام طبرانی، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَّوۡمَ يَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ اور فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 198، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 562 (3907)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الرجل ینقص صلاتہ، جلد 1، صفحہ 259 (2979)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ شعب الایمان، باب فی المکافاۃ بالصنائع، جلد 6، صفحہ 526 (9158)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 206 (3336)، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

طرح جمع فرمائے گا جیسے ترکش میں تیر جمع کیے جاتے ہیں۔ پچاس ہزار سال تک وہ تمہاری طرف نظر نہیں فرمائے گا۔(1)

امام حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو وہ چالیس برس تک کھڑے رہیں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے اس نے بیان کیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے یہ آیات پڑھیں: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرمایا: وہ دن جو پچاس ہزار سال کا ہوگا لوگ اس کے نصف دن کی مقدار (رب العالمین کے سامنے کھڑے رہیں گے) اور وہ دن بندۂ مومن پر انتہائی آسان ہوگا (یعنی اتنا) جیسا کہ سورج غروب ہونے کے لیے جھکے اور غروب ہو جائے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن لوگ کتنی دیر تک رب العالمین کے سامنے کھڑے رہیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہزار برس انہیں اجازت نہیں دی جائے گی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تین سو سال تک کھڑے رہیں گے، انہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن بندۂ مومن پر یہ دن آسان ہوگا جیسا کہ فرض نماز (یعنی اتنی دیر میں وہ دن گزر جائے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تین سو (برس) کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے اس دن کو نصف دن کی مقدار یا فرض نماز کی مقدار آسان اور چھوٹا کر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن تین سو برس تک اپنے پاؤں پر کھڑے رہیں گے۔ اور مومنین پر وہ دن فرض نماز کی مقدار آسان ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشیر الغفاری کو فرمایا: تو اس دن کیا کرے گا جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے دنیوی ایام میں سے تین سو برس کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ آسمان سے کوئی خبر ان کے پاس نہیں آئے گی اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا کوئی حکم دیا جائے گا؟ تو بشیر نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کی جائے گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اپنے بستر کی طرف (سونے کے لیے) جائے تو قیامت کے دن کے شر اور حساب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی کی بیٹھک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اسے بشیر کہا جاتا تھا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین دن تک مفقود (غیر حاضر) پایا اور پھر آپ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 616 (8707)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب خفۃ یوم القیامۃ علی المومنین، جلد 10، صفحہ 610 (18349)، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

نے اسے بدلی ہوئی رنگت میں دیکھا۔تو فرمایا: اے بشیر! کس شے نے تیری رنگت کو بدل دیا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے ایک اونٹ خریدا۔وہ مجھ سے بھاگ گیا۔میں اس کی تلاش میں لگا رہا۔میں نے اس کے لیے کوئی شرط بھی نہیں رکھی۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک بھاگا ہوا اونٹ تو واپس لوٹایا جاسکتا ہے۔اس کے سوا کسی شے نے تیری رنگت کو بدل دیا ہے۔اس نے عرض کی: نہیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن کیا حال ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔اور اس دن لوگ (جوابدہی کے لیے) رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے پوچھا: كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ تو انہوں نے فرمایا: بے شک گناہ گار اور فاجر کی روح کو لے کر (فرشتہ) آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔لیکن آسمان اسے قبول کرنے سے انکار کردیتا ہے۔پھر وہ اسے لے کر زمین کی طرف اترتا ہے اور زمین بھی اسے قبول کرنے سے انکار کردیتی ہے۔پھر وہ اسے لے کر ساتویں زمینوں کے نیچے داخل ہوجاتا ہے۔یہاں تک کہ وہ اسے سجین تک پہنچادیتا ہے۔یہی ابلیس کا گڑھا ہے۔پس اس کے لیے ابلیس کے گڑھے کے نیچے سے ایک کتاب نکلتی ہے۔اس پر مہر لگائی جاتی ہے اور اسے ابلیس کے گڑھے کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ حساب کے سبب یہ ہلاک ہوچکا ہے۔اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ (المطففین: 18) کے بارے فرمایا: جب مومن کی روح لے کر (فرشتہ) آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔اور فرشتے انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں یہاں تک کہ اسے عرش تک پہنچا دیتے ہیں۔اور فرشتے بلندی کے زینے چڑھتے جاتے ہیں اور پھر عرش کے نیچے سے اس کے لیے ایک سفید کاغذ نکلتا ہے۔اس پر لکھ دیا جاتا ہے اور مہر لگادی جاتی ہے۔اور قیامت کے دن حساب سے نجات کی پہچان کے لیے اسے عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔اور ملائکہ مقربین حاضر رہتے ہیں۔سو اسی کے بارے یہ ارشاد ربانی ہے: وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فجار کے بارے جو وہ عمل کرتے ہیں سب سجین میں لکھ دیا ہے اور وہ اسفل اور سب سے نیچے ہے اور فجار کی انتہا اس پر ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے لکھ دیا ہے۔اور ابرار اور نیکوکاروں کے بارے جو وہ عمل کرتے ہیں سب علیین میں لکھ دیا ہے اور وہ اوپر اور بلندی میں ہے۔اور ان کی انتہا اس پر ہوگی جو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٌ سب زمینوں سے نیچے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ الفلق جہنم میں ڈھانپا ہوا ایک گڑھا ہے۔لیکن سِجِّيْنٌ کھلا ہے۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 119، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ کے تحت فرمایا: کہ ان کا عمل ساتویں زمین میں ہے وہ بلندی کی جانب نہیں چڑھ سکتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے نیچے والی زمین کے نیچے کفار کی ارواح ہیں۔ اور ان کے اعمال انتہائی گناہ اور برائی کے اعمال ہیں۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور محاملی رحمہما اللہ نے امالیہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سِجِّیْن ساتویں زمین کے نیچے جہنم میں ایک چٹان ہے۔ اسے الٹایا جاتا ہے اور فجار کا نامہ عمل اس کے نیچے رکھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سِجِّیْن سب سے نیچے والی زمین کے نیچے ہے۔

امام عبد بن حمید اور عبدالرزاق رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ سِجِّیْن ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ اور كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ کے تحت فرمایا: یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے نیچے والی زمین میں کفار کی ارواح اور ان کے برے اعمال ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سِجِّیْنٌ سے مراد سب سے نیچے والی ساتویں زمین ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نیچے والی زمین میں کفار کی ارواح اور ان کے برے اعمال ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ سِجِّیْنٌ سے مراد نیچے والی زمین ہے۔ اور مَّرْقُوْمٌ کا معنی لکھا ہوا ہے (یعنی کتاب مرقوم سے مراد لکھی ہوئی کتاب ہے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ کے تحت کہا ہے کہ ان کے لیے شر لکھ دیا گیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لَفِیْ سِجِّیْنٍ کا معنی ہے لفی خسار یعنی وہ خسارے میں ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کا عمل لے کر بلندی کی جانب چڑھتا ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے کہ اس کے ہاتھوں میں انتہائی سرور اور فرحت ہے یہاں تک کہ وہ اس مقررہ مقام تک پہنچ کر رک جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے وہ وہاں اس عمل کو رکھ دیتا ہے۔ پھر جبار مطلق اسے اوپر سے ندا دے کر فرماتا ہے۔ جو کچھ تیرے ساتھ ہے اسے سجین میں پھینک دے۔ اور سجین ساتویں زمین ہے۔ پھر وہ فرشتہ عرض کرتا ہے: میں صرف اور صرف اس کی طرف حق اٹھا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 402 (3535)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

کرلایا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تونے سچ کہا ہے جو کچھ تیرے ساتھ ہے اسے سجین میں پھینک دے۔

امام عبد بن حمید، ابن ماجہ، طبرانی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ قریب الموت ہوئے۔ تو ام بشر بنت براء ان کے پاس آئی اور کہا: اگر آپ کی ملاقات میرے بیٹے سے ہو، تو اسے میری طرف سے سلام کہنا۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اے ام بشر! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔ ہم تو اس سے کہیں پیچھے ہوں گے۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح فرماتے نہیں سنا ہے کہ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے گھومتی پھرتی رہتی ہے۔ اور کافر کی روح سجین میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اسی طرح ہے۔(1)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما آپس میں ملے، تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: اگر تو مجھ سے پہلے مر جائے تو مجھ سے ملاقات کرنا۔ اور جو کچھ تیرا رب تجھ سے کرے اس کے بارے مجھے خبر دینا۔ اور اگر میں تجھ سے پہلے فوت ہو گیا تو میں تجھ سے ملوں گا اور تجھے آگاہ کروں گا۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیسے ہوگا؟ تو دوسرے ساتھی نے جواباً کہا: ہاں۔ یہ درست ہے۔ بے شک مومنین کی ارواح عالم برزخ میں زمین میں جہاں چاہیں جا سکتی ہیں اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ
يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا
الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾

"نہیں نہیں درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ یقیناً انہیں اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن روک دیا جائے گا۔ پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر (ان سے) کہا جائے گا یہی وہ (جہنم) ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ حق ہے نیکوکاروں کا صحیفۂ عمل علیین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر کہ علیون کیا ہے۔ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (حفاظت کے لیے) دیکھتے رہتے ہیں اسے مقربین"۔

امام احمد، عبد بن حمید، حاکم، ترمذی اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن حبان، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ سا بن جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 209 (1449)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

لے، باز آجائے اور استغفار کرلے تو اس کا دل صاف ہوجاتا ہے۔ اور اگر وہ دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ نکتہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آجاتا ہے۔ پس یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: كَلَّا بَلْ سَكْتَةٌ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بعض صحابہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کسی مومن کو قتل کرے اس کے دل کا چھٹا حصہ سیاہ ہوجاتا ہے۔ اور جس نے دو کو قتل کیا اس کے دل کا تیسرا حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے تین کو قتل کیا تو اس کا دل زنگ آلود ہوجاتا ہے۔ اور پھر اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی جو اس نے قتل کیا۔ پس اسی کے بارے رب کریم کا مذکورہ ارشاد ہے۔

امام فریابی اور بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دل اس طرح ہتھیلی کی مثل ہے۔ پس وہ گناہ کرتا ہے اور دل اس کے سبب سکڑ جاتا ہے، پھر وہ گناہ کرتا ہے اور دل مزید سکڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ پھر وہ خیر کی بات سنتا ہے اور اس کا کوئی خوشگوار اثر نہیں پاتا۔ وہ جمع اور اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب جمع ہوجاتا ہے تو اس پر مہر لگادی جاتی ہے۔ پھر جب وہ کوئی کلمہ خیر سنے، وہ اس کے کانوں میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ دل کے پاس پہنچتا ہے۔ تو وہ اس میں داخل ہونے کی کوئی جگہ نہیں پاتا۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: كَلَّا بَلْ سَكْتَةٌ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم الآیہ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ دل ہتھیلی کی مثل ہے۔ پھر مذکورہ روایت کی مثل انہوں نے بھی بیان فرمائی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے كَلَّا بَلْ سَكْتَةٌ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آدمی گناہ کا عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ گناہ کا عمل کرتا ہے۔ تو پھر اس کے دل میں سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ پھر اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ اور جب بندہ گناہ چھوڑ دیتا ہے تو اس کے لیے نیک اور صالح عمل آسان ہوجاتا ہے اور اس طرح دل کی کچھ سیاہی دور ہوجاتی ہے۔ پھر اس کے لیے نیک عمل مزید آسان ہوجاتا ہے۔ اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہوجاتی ہے۔ پھر اس کے لیے نیک عمل اور بھی آسان ہوجاتا ہے اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہوجاتی ہے۔ پھر اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی ساری سیاہی ختم ہوجاتی ہے۔

امام نعیم بن حماد نے الفتن میں، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کے بعد حضرت ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: تم اس خیر اور خوشحالی کے بارے ہرگز فکر نہ کیا کرو جس نے تمہارے دیہات میں رہنے والوں کو تمہارے شہر میں رہنے والوں سے مستغنی کردیا ہے۔ یقیناً قحط سالی اور افلاس انہیں کھینچ کر لے آئے گا یہاں تک کہ وہ گھروں میں تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اور ان

1۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلب، جلد 5، صفحہ 440 (7203)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 441 (7206)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 122، داراحیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

کے مقابلے میں تمہیں جو وافر سہولتیں میسر ہیں ان سے تم انہیں نہ روکو۔ آپ نے فرمایا: کبھی وہ کہیں گے ہم بھوکے ہیں اور تم سیر ہو اور کبھی کہیں گے ہم بدبخت ہیں، مشقت میں ہیں اور تم نعمتوں میں ہو، خوشحال ہو۔ پس تم آج ہمارے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کرو اور زمین تم پر تنگ ہونے لگے گی۔ یہاں تک کہ اہل شہر اہل دیہات پر غصے اور ناراض ہو جائیں گے اور زمین تم پر انتہائی غالب آ جائے گی، ہم میں سے جو ہلاک ہوا سو ہلاک ہو جائے گا اور جو باقی رہا سو وہ باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ غلاموں کو آزاد کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد زمین پر امن اور پرسکون ہو جائے گی اور آزاد کرنے والے نادم اور شرمندہ ہوں گے۔ پھر دوسری بار زمین تم پر غالب آ جائے گی اور اس میں وہ ہلاک ہو جائے گا جو ہلاک ہوا۔ اور وہ باقی رہے گا جو باقی رہا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم آزاد کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا ہے، تم نے جھوٹ بولا ہے، میں آزاد کرنے والا ہوں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں سے آخر میں رہنے والوں کو زلزلہ کے ساتھ آزمائے گا، پس اگر انہوں نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی طرف رجوع فرمائے گا اور ان کی توبہ قبول کر لے گا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ گناہوں کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ بھی دوبارہ ان پر زلزلہ، پتھر اور کنکر برسانا، صورتوں کو مسخ کرنا، زمین میں دھنسا دینا اور کڑک و چیخ کو مسلط کر دے گا۔ اور جب کہا جائے گا: لوگ ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے۔ تو تحقیق وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہرگز عذاب نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ وہ عذر پیش کر لے۔ لوگوں نے عرض کی: اس کا عذر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ گناہوں کا اعتراف کریں گے اور توبہ نہیں کریں گے۔ اور دل اس میں ہونے والی نیکی اور فسق و فجور کے ساتھ اسی طرح مطمئن ہوں گے جیسا کہ درخت اس کے ساتھ مطمئن ہوتا ہے جو کچھ اس میں ہو۔ یہاں تک کہ کوئی نیکی کرنے والا نیکی میں اضافہ کی استطاعت نہیں رکھے گا اور نہ کوئی گناہ کرنے والا رضامندی طلب کرنے کی استطاعت رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے فرمایا كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ برے اعمال یعنی گناہ پر گناہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے دل مر گئے اور سیاہ ہو گئے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ گناہ اس کے دل پر جم گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے متغیر کر دیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رَانَ کا معنی زنگ اور میل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَانَ سے مراد الطابع، زنگ آلود کرنے والا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ رین سے مراد زنگ اور میل ہے۔(3)

1۔ متدرک حاکم، کتاب الفتن، والملاحم، جلد 4، صفحہ 553 (8548)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلب، جلد 5، صفحہ 442 (7209)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ دل ہتھیلی کی مثل ہے۔ پس بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو وہ اس کے سبب تھوڑا اسکڑ جاتا ہے۔ پھر وہ دوسرا گناہ کرتا ہے اور دل بھی مزید سکڑ اور سمٹ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر مہر لگادی جاتی ہے۔ پھر وہ خیر کا کلمہ سنتا ہے لیکن وہ اس کا اچھا اور خوشگوار اثر نہیں پاتا۔(1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الران الطبع (زنگ، میل، مہر) سے آسان ہے۔ اور الطبع الاقفال (تالا لگانا دینا) سے آسان ہے۔ گویا تالا لگا دینا ان سب سے زیادہ شدید اور سخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کا مفہوم ہے کہ آدمی گناہ کا عمل کرتا رہتا ہے اور وہ اس کے دل کو گھیر لیتا ہے۔ اور جب بھی وہ عمل کرتا ہے وہ (زنگ) بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فرمایا: اس سے مراد ہے۔ گناہ پر گناہ کرنا، پھر گناہ پر گناہ کرنا۔ یہاں تک کہ وہ دل کو ڈھانپ لے اور وہ مر جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت خلیہ بن حکم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوالخیر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں ہیں جو دل کو فاسد اور خراب کر دیتی ہیں احمق اور بے وقوف کی سنگت اختیار کرنا۔ کیونکہ اس کی سنگت تجھے اسی جیسا بنا دیگی۔ اور اگر وہ اس سے خاموش رہا تو اس سے محفوظ رہے گا۔ اور کثرت سے گناہ کرنا بھی دلوں کو فاسد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور عورتوں سے خلوت اختیار کرنا اور ان سے استمتاع کرنا اور ان کی رائے کے مطابق عمل کرنا۔ اور مردوں کی مجالست اختیار کرنا، عرض کی گئی: مردے کون ہیں؟ فرمایا ہر وہ دولت مند جسے اس کی دولت نے غرور اور تکبر میں ڈال دیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوملیکہ زیادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ کے تحت کہا: احسان جتلانے والوں، تکبر اور غرور کرنے والوں اور وہ جو لوگوں کا مال کھانے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (انہیں اس دن اپنے رب کے دیدار سے روک دیا جائے گا) واللہ اعلم۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ کے تحت فرمایا: علیون ساتویں آسمان سے اوپر ہے اور عرش کے دائیں پائے کے پاس ہے۔ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ فرمایا: اس کے لیے خیر لکھ دی گئی ہے۔ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میں سے مقربین اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عِلِّيُّوْنَ عرش کا دایاں پایا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ عِلِّيُّوْنَ ساتواں آسمان ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 123، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 28-126

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اجلح کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب بندۂ مومن کی روح قبض کر کے آسمان دنیا کی طرف بلندی پر لے جائی جاتی ہے۔ تو دوسرے آسمان تک مقربین اس کے ساتھ چلتے ہیں۔

اجلح نے کہا۔ تو میں نے پوچھا: مقربین کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جو زیادہ قریب ہیں دوسرے آسمان کے، پھر تیسرے کے، پھر چوتھے کے، پھر پانچویں کے، پھر چھٹے کے، پھر ساتویں کے، یہاں تک کہ اس کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوتی ہے۔

اجلح نے کہا: پھر میں نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: سدرۃ المنتہیٰ کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے امر سے اس کے پاس ہر شے کی انتہا ہو جاتی ہے۔ کوئی شے اس سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ پس وہ کہتے ہیں اے میرے رب! تیرا فلاں بندہ حالانکہ وہ اس کے بارے ان سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف مہر شدہ تحریر بھیجتا ہے اور اسے عذاب سے امان دے دیتا ہے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عِلِّيِّيْنَ سے مراد جنت ہے۔ اور انہوں نے يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ کے تحت فرمایا: کہ تمام اہل آسمان اسے دیکھتے ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے مراد تمام آسمانوں کے باسیوں کے مقربین ہیں۔ جب ان کے پاس سے مومن کا عمل گزرتا ہے تو ہر آسمان کے مقربین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عمل ساتویں آسمان تک پہنچ کر رک جاتا ہے اور وہ اس کی نگرانی کرتے ہیں دیکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان میں ثابت ہو جاتا ہے ٹھہر جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے پیچھے نماز جن دونوں کے درمیان کوئی لغو کام نہ ہو ایسی کتاب ہے جو علیین میں لکھی ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے خالد بن عرعرۃ اور ابو عجیل کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ الآیہ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: بے شک بندۂ مومن کی موت آتی ہے۔ اور اس کے رب کے پیغامبر اس کے پاس آتے ہیں۔ اور وہ اسے ایک لحظہ بھی مؤخر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی اسے پہلے لا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مقررہ ساعت آ جاتی ہے۔ پس جب وہ ساعت آ جاتی ہے تو وہ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور اسے ملائکہ رحمت کے سپرد کر دیتے ہیں۔ پس وہ اسے دکھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ اسے خیر اور بھلائی میں سے دکھائیں۔ پھر وہ اس کی روح کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور ہر آسمان کے مقربین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں اور وہاں اسے اپنے سامنے رکھتے ہیں اور وہ تمہارے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا انتظار نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں: اے اللہ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 28-126، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہم نے اس کی جان کو قبض کیا ہے۔ پھر وہ اس کے لیے ایسی دعائیں مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اس کے لیے مانگیں۔ اور ہم پسند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آج کے دن اس کا نامہ عمل دکھائے۔ پس عرش کے نیچے سے اس کا نامہ عمل کھل جاتا ہے اور وہ اس کا نام اس میں لکھ دیتے ہیں اور وہی اس کے شاہد ہیں۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ اور انہوں نے اس ارشاد کے بارے پوچھا۔ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ الآیہ۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک بندہ کافر کے پاس موت حاضر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیغامبر (فرشتے) اس کے پاس آتے ہیں۔ اور جب اس کی مقررہ ساعت آتی ہے تو وہ اس کی جان کو قبض کرتے ہیں اور اسے عذاب کے ملائکہ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور راستے اور عذاب میں سے اتنا کچھ دکھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اسے دکھائیں۔ پھر وہ اسے لے کر نیچے والی زمین کی طرف اتر جاتے ہیں اور یہی سجین ہے۔ یہی سلطان (اقتدا) ابلیس کی انتہا ہے۔ وہ اس کا نامہ عمل اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اور پھر آپ نے "سدرۃ المنتھی" کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ سدرہ (بیری کا درخت) ہے۔ اور یہ اپنے سوا ساری مخلوق پر بلند ہے۔ اور عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ (النجم) کے بارے فرمایا: یہ شہداء کی جنت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں تیمہ کے ایک آدمی سے ملا۔ وہ علامہ تھا، کتابیں پڑھتا تھا۔ تو میں نے اسے کہا: وہ زمین جس پر ہم ہیں اس کا پتوار کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ ایک سبز چٹان پر ہے۔ وہ چٹان فرشتے کی ہتھیلی پر ہے، وہ فرشتہ مچھلی کی پشت پر کھڑا ہے جو عرش کے نیچے سے آسمانوں اور زمین کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: دوسری زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے کہا: اس میں تباہ و برباد کر دینے والی ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک اور تباہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس پر مقرر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان پر اس میں سے ایک دروازہ کھول دو۔ انہوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار! کیا بیل کے نتھنے کی مثل؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تب یہ زمین اور اس پر جو ہے اسے الٹ دے گی۔ سو اسے مزید تنگ کیا۔ یہاں تک کہ اسے انگوٹھی کے حلقے کی مثل کر دیا۔ پھر وہ چلتی ہوا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ پھر میں نے پوچھا: تیسری زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے پتھر ہیں۔ پھر میں نے کہا: چوتھی زمین کے ساکن کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کی گندھک ہے۔ میں نے پھر پوچھا: پانچویں زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے بچھو ہیں۔ پھر میں نے چھٹی زمین کے بارے پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے سانپ ہیں۔ میں نے پھر پوچھا ساتویں زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: وہ سجین ہے اس میں ابلیس ہے۔ اس کا ایک ہاتھ سامنے اور ایک ہاتھ پیچھے بندھا ہوا ہے۔ اور ایک پاؤں اس کے پیچھے ہیں اور ایک پاؤں اس کے سامنے ہے۔ وہ ملائکہ کو ستاتا تھا۔ پس سجین اس کے لیے تیار کی گئی اور وہاں اسے قید کر دیا گیا۔ اور اس کے لیے کچھ وقت ہے جس میں اسے کھولا جاتا ہے۔ اور جب اسے چھوڑا جاتا ہے تو پھر لوگوں کا کوئی فتنہ اس پر اس سے بڑھ کر اذیت ناک نہیں ہوتا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

marfat.com

Marfat.com

فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کے اعمال لے کر فرشتے اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے کثیر سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اسے پاکیزہ اور متقی خیال کر رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر وہاں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں سے چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے محافظ اور نگران ہو۔ اور میں اسے تاک رہا ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ بے شک میرا یہ بندہ اپنے عمل میں میرے لیے مخلص نہیں۔ پس تم اسے سجین میں رکھ دو۔ اور وہ ایک بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے قلیل اور حقیر سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر وہاں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں سے چاہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی بھیجتا ہے، بلاشبہ تم میرے بندے کے عمل پر نگران ہو اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ بے شک میرے اس بندے نے اپنا عمل خالص میرے لیے کیا۔ پس تم اسے علیین میں رکھ دو۔

امام ابن ضریس نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے بے شک جنت کے زینے قرآن کریم کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں۔ حافظ قرآن کو کہا جائے گا: قرآن پڑھ اور اوپر چڑھتا جا۔ پس اگر اس نے تہائی قرآن پڑھا تو وہ جنت کے زینوں میں سے تہائی پر ہوگا۔ اور اگر اس نے نصف قرآن کریم پڑھا تو وہ جنت کے زینوں میں سے نصف پر ہوگا۔ اور اگر اس نے مکمل قرآن کریم پڑھا تو وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا اور اس سے اوپر صدیقین اور شہداء میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ علیین کے باسیوں کے لیے روشن دان ہوں گے جن سے وہ جھانکیں گے۔ اور جب ان میں سے کوئی جھانکے گا تو جنت روشن ہو جائے گی۔ اور اہل جنت کہیں گے تحقیق علیین کے باسیوں میں سے کسی آدمی نے اوپر سے جھانکا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جنت میں بجلی کی چمک کی طرح کوئی دکھائی دے گا تو پوچھا جائے گا یہ کیا ہے؟ تو کہا جائے گا: یہ اہل علیین میں سے کوئی آدمی ہے جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف گیا ہے۔ (2)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي
وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ
مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾
عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ
آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 37 (34019)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 39 (34030)

marfat.com

Marfat.com

اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ
لَضَآلُّوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ
الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

”بے شک نیکوکار راحت وآرام میں ہوں گے۔ پلنگوں پر بیٹھے (مناظر جنت کا) نظارہ کر رہے ہوں گے۔ آپ پہچان لیں گے ان کے چہروں پر راحتوں کی شگفتگی۔ انہیں پلائی جائے گی سر بمہر خالص شراب۔ اس کی مہر کستوری کی ہوگی، اس کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے۔ اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے صرف مقربین پئیں گے۔ جو لوگ جرم کیا کرتے تھے وہ اہل ایمان پر ہنسا کرتے تھے۔ اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مارا کرتے۔ اور جب اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے واپس آتے۔ اور جب وہ مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ اہل ایمان پر محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے تھے۔ پس آج مومنین کفار پر ہنس رہے ہیں۔ (عروسی) پلنگوں پر بیٹھے (کفار کی خستہ حالی کو) دیکھ رہے ہیں۔ کیوں کچھ بدلا ملا کفار کو (اپنے کرتوتوں کا) جو وہ کیا کرتے تھے“۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کی تفسیر میں کہا ہے کہ انہیں سر بمہر خالص شراب پلائی جائے گی۔ اس کا اختتام کستوری پر ہوگا، قوم کے لیے اسے کافور کے ساتھ ملایا جائے گا اور ان کے لیے کستوری کی مہر لگائی جائے گی۔ وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ کے تحت فرمایا: یہ ایسی شراب ہے جو تمام شرابوں سے اشرف واعلیٰ ہے۔ تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے اور تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَّحِيْقٍ سے مراد شراب ہے اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے بارے کہا: اس کی مٹی کستوری کی ہوگی۔ اور وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ کے تحت کہا: کہ ان کے گھروں کی اوپر کی جانب سے ان پر تسنیم ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ شراب ہے (جو سر بمہر ہوگی اور انہیں پلائی جائے گی) اور وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ کے تحت فرمایا کہ یہ مخفی شے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3540)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے مخفی رکھا ہوا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رَّحِیْقٍ سے مراد شراب ہے۔ اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا مفہوم ہے کہ اس کا آخری ذائقہ کستوری کی طرح ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت علقمہ سے بیان کیا ہے کہ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا مفہوم ہے اس کی آمیزش کستوری کے ساتھ ہوگی۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت مالک بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِیْمٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے، جس سے صرف مقربین پئیں گے اور تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تسنیم اہل جنت کی افضل ترین شراب ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا آدمی سے کہا جاتا ہے: بے شک یہ اپنے قول کے سبب بلند مرتبہ ہے۔ "اِنَّهٗ لَفِی السَّنَامِ مِنْ قَوْلِهٖ"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَضْرَةَ النَّعِیْمِ یہ جنت میں چشمہ ہے، جس سے اہل جنت وضو کریں گے اور غسل کریں گے۔ پس ان پر راحتوں کی شگفتگی آجائے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَّخْتُوْمٍ کا معنی ہے ملی ہوئی۔ اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا معنی ہے اس کا ذائقہ اور اس کی خوشبو کستوری کی مثل ہوگی۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن ابی حاتم، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ کے تحت فرمایا: کہ رَّحِیْقٍ سے مراد شراب ہے۔ اور مَّخْتُوْمٍ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے آخر میں کستوری کا ذائقہ پائیں گے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ کا مفہوم ہے کہ وہ شراب جس پر کستوری کی مہر لگی ہوگی۔(5)

امام فریابی، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے وہاں مہر نہیں ہوگی جو اس پر لگائی جائے گی۔ بلکہ اس کی آمیزش کستوری کے ساتھ ہوگی۔ کیا تو نے اپنی عورتوں میں سے کسی عورت کی طرف نہیں دیکھا جو یہ کہتی ہے کہ اس کی ملی جلی خوشبو اس طرح ہے۔(6)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ چاندی کی مثل سفید رنگ کی شراب ہوگی، وہ اپنی شراب کے آخر میں اختتام اس کے ساتھ کریں گے۔ اگر اہل دنیا میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 44 (34089)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (34094)

3۔ ایضاً (34092) 4۔ ایضاً (34090)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 218 (9062)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

marfat.com

Marfat.com

سے کوئی آدمی اس میں اپنی انگلی داخل کرے پھر اسے نکال لے تو کوئی ذی روح اس کی خوشبو پائے بغیر باقی نہ رہے (یعنی ہر ذی روح اس کی خوشبو پائے)(1)

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی مومن نے دوسرے مومن کو پیاس کی حالت میں کسی مشروب سے سیراب کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے **رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ** سے سیراب فرمائے گا۔(2)

امام بیہقی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ **تَسْنِيمٍ** اس چشمے کا نام ہے جس کے ساتھ شراب ملائی جائے گی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **تَسْنِيمٍ** اہل جنت کی اشرف ترین شراب ہے۔ اور یہ صرف مقربین کے لیے ہے اور اصحاب یمین کے لیے اسی کی آمیزش کی جائے گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن مبارک، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ **تَسْنِيمٍ** جنت میں ایک چشمہ ہے جس کی اصحاب یمین کے لیے آمیزش کی جائے گی اور اس سے صرف مقربین کو پلایا جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن مہران رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے **وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيمٍ** کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہی ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ** (السجدہ:17) ''کوئی نفس اس کے بارے نہیں جانتا جو آنکھوں کی ٹھنڈک (وراحت) ان کے لیے چھپا رکھی ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ **تَسْنِيمٍ** جنت عدن میں ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے۔ اور وہ ان کے نیچے سے اصحاب یمین کی طرف بہے گا۔ اور ان کے تمام مشروبات پانی، شراب، دودھ اور شہد میں مل جائے گا۔ اور اس کے سبب وہ تمام خوشبودار ہو جائیں گے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **تَسْنِيمٍ** ایک چشمہ ہے جسے ان پر اوپر کی جانب سے جاری کیا جائے گا اور یہ مقربین کی شراب ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے **اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ** کے تحت کہا ہے کہ اس نے دنیا میں کہا اور وہ کہتے ہیں: قسم بخدا! بے شک یہ جھوٹے ہیں۔ اور یہ کسی شے پر بھی نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 13، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406(3542)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 44(34091)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406(3541)

marfat.com

Marfat.com

ہیں (یعنی ان کا کوئی مدعیٰ اور مقصد نہیں ہے) (اور ان کا یہ قول) اہل ایمان کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کے سبب ہوتا تھا۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں لوگوں کے ساتھ استہزاء کرنے والوں میں سے کسی کے لیے قیامت کے دن جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ قریب آؤ۔ پس وہ بڑی مشقت اور غم کے ساتھ آئے گا۔ جب وہ اس کے قریب آئے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا۔ اور کہا جائے گا آؤ قریب آ جاؤ۔ پس وہ بڑی مشقت اور تکلیف کے ساتھ وہاں آئے گا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے گا تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ پس اسی طرح ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کے لیے دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ قریب آؤ۔ لیکن وہ مایوس ہونے کے سبب نہیں آئے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ کے تحت کہا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان روشن دان ہیں جب اہل جنت میں سے کوئی آدمی اہل جہنم میں سے اپنے دشمن کو دیکھنا چاہے گا تو وہ ایسا کرے گا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هَلْ ثُوِّبَ کا معنی ہے کیا کچھ بدلہ دیا گیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3543)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com